

جامع سماجی تحفظ کا اسلامی ماڈل: اصول، ذرائع اور عملی اطلاق

The Islamic Model of Comprehensive Social Security: Principles, Means, and Practical  
Application

Syeda Mah Jabeen

PhD Research scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, MY University, Islamabad,

Email: [syedamahjbeen25@gmail.com](mailto:syedamahjbeen25@gmail.com)

Dr. Shoaib Arif,

Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Punjab, Pakistan.

Email: [shoaib.arif@uog.edu.pk](mailto:shoaib.arif@uog.edu.pk)

**Abstract**

Comprehensive social protection is an important principle that ensures rights and well-being of individuals in any social system. It is also a concept in Islamic teachings. The Quran and Hadith emphasize the principles of helping people, eradicating poverty, and equality. The purpose of this study is to understand principles of comprehensive social protection according to Islamic teachings and clarify their role in social development. In an Islamic society, every individual has right to a reasonable standard of living. This study will examine how Islamic teachings strengthen social protection policies. The objective of this study is to examine principles of comprehensive social protection in Islamic teachings and understand the impact of Islamic teachings on existing social protection systems. This study will adopt a qualitative research methodology to achieve quality. This is qualitative research that will be based on secondary sources, in which references from the Quran and Hadith, Islamic jurisprudence, and current literature will be analyzed to fully understand the Islamic perspective. Comprehensive social protection plays an important role in an Islamic society that ensures the well-being of every individual. Through this, a systematic help is provided for the poor, orphans, and needy people. In Islamic teachings, social justice and respect for rights have been given importance in every possible way.

**Keywords:** Comprehensive, Seerat-un-Nabi (PBHU), business principles, honesty, justice, social responsibility, ethical principles-

جامع سماجی تحفظ اور اسلامی تعلیمات

سماجی تحفظ ایک ایسا نظام ہے جو معاشرے کے تمام افراد کو بنیادی ضروریات اور حقوق فراہم کرتا ہے تاکہ وہ کسی بھی قسم کے مالی، سماجی یا معاشرتی بحران سے محفوظ رہ سکیں۔ اسلام نے صدیوں قبل ایک جامع سماجی تحفظ کا نظام متعارف کرایا جو عدل، مساوات اور بھائی چارے پر

ہنی ہے۔ سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ اسلام کی بنیادوں کو سمجھنے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ مسلمانوں کے لیے ایک عملی نمونہ ہے، جو قرآن مجید کے احکامات کی عملی تعبیر ہے۔ نبی ﷺ کی زندگی کا مقصد نہ صرف توحید کا پیغام عام کرنا تھا بلکہ انسانی معاشرے میں اخلاقیات، عدل، اور مساوات کا نظام قائم کرنا بھی تھا۔ سیرت النبی ﷺ ہر مسلمان کے لیے ہدایت کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو انہیں دین اور دنیا کے معاملات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

### سیرت کا لغوی معنی:

"اردو اور فارسی میں لفظ سیرت، عربی لفظ سیرۃ سے ماخوذ ہے جو عربی زبان کے اس مادے اور فعل سے بنا ہے جس کے لغوی معنی ہیں: چلنا پھرنا، راستہ اختیار کرنا، رویہ اپنانا، روانہ ہونا، اور عمل پیرا ہونا۔ اسی طرح، سیرت کے معنی حالت، طرز عمل، طریقہ، چال، کردار، خصلت اور عادت کے ہوتے ہیں۔

اردو میں اس لفظ سے مختلف مرکبات بھی استعمال ہوتے ہیں جیسے تعمیر سیرت، سیرت سازی، پختگی سیرت، نیک سیرت، بد سیرت اور حسن سیرت وغیرہ۔ لفظ سیرت، واحد کے طور پر اور بعض اوقات اپنی جمع 'سیر' کے ساتھ، اہم شخصیات کی سوانح حیات اور تاریخی واقعات کے بیان کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ کتابوں کے نام 'سیرت عائشہ' یا 'سیرت المتاخرین' وغیرہ۔ فقہی کتابوں میں 'السیر' کا استعمال جنگ اور قتال سے متعلق احکام کے لیے ہوتا ہے۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بیان میں غزوات کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے، اس لیے ابتدائی دور میں سیرت کی کتب کو عموماً 'مغازی' یا 'سیر' کی کتابیں کہا جاتا تھا۔ لفظ 'مغازی'، 'مغزی' کا جمع ہے جس کے معنی جنگ یا غزوہ کے مقام یا وقت کے ہوتے ہیں، لیکن اب عام طور پر صرف 'سیرت' کا لفظ مستعمل ہے۔

### سیرت کا اصطلاحی معنی:

اسلامی اصطلاح میں "سیرت النبی ﷺ" کا مطلب نبی کریم ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ ہے۔ اس میں نبی ﷺ کی ولادت، بچپن، نبوت سے پہلے کی زندگی، اعلان نبوت، مکی اور مدنی زندگی، غزوات، عبادات، اخلاق، اور وفات شامل ہیں۔ سیرت کا دائرہ کار صرف نبی ﷺ کے ذاتی اعمال تک محدود نہیں بلکہ نبی ﷺ کے قول و فعل، تعلیمات، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تعلقات تک وسیع ہے۔<sup>1</sup>

لفظ سیرت اب بطور اصطلاح صرف آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی کے تمام حالات کے بیان کے لیے مستعمل ہے، جبکہ دیگر منتخب شخصیات کے حالات کے لیے اس لفظ کا استعمال تقریباً متروک ہو چکا ہے۔ آج کل اگرچہ مطالعہ سیرت یا کتب سیرت جیسے الفاظ کے ساتھ رسول، نبی، پیغمبر یا مصطفیٰ کے القاب استعمال نہ کیے جائیں، تب بھی ہر قاری بخوبی سمجھ لیتا ہے کہ مراد آنحضرت ﷺ کی سیرت ہی ہے۔ بعض اوقات لفظ سیرت کو کتاب کے مصنف کے نام کے ساتھ جوڑ کر بھی یہی اصطلاحی معنی لیے جاتے ہیں، جیسے "سیرت ابن ہشام"، جس کا مطلب ابن ہشام کی ذاتی زندگی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی زندگی ہے جسے ابن ہشام نے مرتب کیا ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں "جلسہ سیرت، سیرت کانفرنس، مقالات سیرت، اخبارات و رسائل کے سیرت نمبر" وغیرہ کے الفاظ عام طور پر مستعمل ہیں اور ان تمام ترکیب میں لفظ سیرت کے معنی ہمیشہ "سیرت النبی ﷺ" ہوتے ہیں۔ کبھی کبھار ادب و احترام کے لیے اس لفظ کے ساتھ کوئی صفت بھی ملائی جاتی ہے، جیسے "سیرت

طیبہ، سیرت مطہرہ، سیرت پاک“ وغیرہ۔

### اسلام میں سماجی تحفظ کی بنیادیں

اسلامی تعلیمات کے مطابق، ایک فلاحی ریاست کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر فرد کو اس کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک، لباس، رہائش، صحت اور تعلیم مہیا کی جائیں۔ قرآن و حدیث میں سماجی تحفظ کے مختلف پہلوؤں پر بار بار زور دیا گیا ہے، جن میں زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور بیت المال کے نظام کو خاص مقام حاصل ہے۔ سیرت النبی ﷺ مسلمانوں کے لیے ایک روشنی کی مانند ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس کی اہمیت اس لیے بھی نمایاں ہے کہ یہ انسان کو اعلیٰ اخلاقیات، عدل، مساوات اور انصاف جیسے اصولوں پر عمل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے قول و عمل سے یہ ثابت کیا کہ اسلام صرف عبادت کا دین نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ مثال کے طور پر، نبی ﷺ کی رحم دلی، سچائی، امانت داری اور بردباری جیسے اوصاف مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ نبی ﷺ نے عدل و انصاف کے قیام کے لیے ایسے عملی نمونے قائم کیے جو آج بھی دنیا کے لیے مشعل راہ ہیں، جیسا کہ صلح حدیبیہ اور یتاق مدینہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ جدید دور کے مسائل سے نمٹنے کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے، خواہ وہ بین الاقوامی تعلقات ہوں، معیشت کی اصلاح ہو، یا فردی اخلاقیات کی بات ہو۔ نبی ﷺ کی زندگی ہر میدان میں مشعل راہ ہے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں:

"نبی ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع میں انسانی حقوق اور مساوات کے اصولوں کی وضاحت کی گئی، جو آج بھی اقوام متحدہ کے

چارٹر سے زیادہ جامع اور موثر ہیں۔"<sup>2</sup>

حدیث میں بھی سیرت النبی ﷺ کی اہمیت واضح طور پر بیان ہوئی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں بہتر ہو۔"<sup>3</sup>

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی روحانی ترقی اور دنیاوی کامیابی صرف نبی ﷺ کی زندگی کے اصولوں پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ نبی ﷺ کی زندگی مسلمانوں کے لیے اخلاقی تربیت کا ایک کامل نمونہ ہے۔ نبی ﷺ کی رحم دلی، صداقت، امانت داری اور دیگر اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مطالعہ مسلمانوں کو اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی راہ دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ<sup>4</sup>

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔"

### اسلام میں سماجی تحفظ کے اہم اصول

زکوٰۃ اسلامی معیشت میں سماجی تحفظ کی سب سے مضبوط بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔" (البقرہ: 43)

یہ آیت ہمیں عبادت کی پابندی کے ساتھ سماجی فریضوں کی ادائیگی کی اہمیت بھی بتاتی ہے، جو ایک فلاحی معاشرے کی بنیاد ہیں۔ زکوٰۃ ایک ایسا نظام ہے جو غریبوں، محتاجوں، قرض داروں اور بے سہارا افراد کی مدد کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ صدقات اور خیرات کا بھی حکم دیا گیا ہے تاکہ معاشرے میں محروم طبقہ کسی بھی مشکل کا شکار نہ ہو۔ سیرت النبی ﷺ اسلامی قانون (فقہ) کی بنیاد اور اس کا

عملی نمونہ ہے۔ فقہاء نے قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی کو بھی اسلامی قوانین کے بنیادی ماخذ کے طور پر اختیار کیا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ قرآن مجید کے احکامات کو عملی زندگی میں کس طرح نافذ کیا جاسکتا ہے۔ نبی ﷺ کے اقوال، افعال اور فیصلے وحی الہی کے تابع تھے، جس کے باعث آپ کی سیرت ہر قسم کی بشری خامیوں سے پاک اور مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل سے محفوظ کیا گیا ہے، جو سیرت کے اہم مراجع میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعے نہ صرف فقہی مسائل کو سمجھا جاتا ہے بلکہ انفرادی و اجتماعی زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔

### سیرت النبی ﷺ میں کاروبار کے اصول

نبی ﷺ کی زندگی میں کاروبار کے اصول و ضوابط ایک مثالی راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے تجارت کو صرف مال کمانے کا ذریعہ نہیں بلکہ اخلاقیات، دیانتداری، اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ایک مقدس پیشہ قرار دیا۔ تجارت میں سچ بولنا اور دیانتداری سے کام لینا لازمی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"سچائی کے ساتھ تجارت کرنے والا قیامت کے دن نبیوں، صدیقیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"<sup>5</sup>

نبی ﷺ نے ناپ تول میں کمی کرنے کو سختی سے منع کیا۔ قرآن میں بھی حکم ہے:

"اور ناپ تول پورا کرو۔"<sup>6</sup>

تجارت میں صرف حلال ذرائع استعمال کیے جائیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"حلال روزی کمانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"<sup>7</sup>

نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔"<sup>8</sup>

نبی ﷺ نے اشیاء کی قیمتوں میں ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی سے منع کیا۔ نبی ﷺ نے کاروبار میں خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان اعتماد کو ضروری قرار دیا۔ کاروباری معاہدوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔ قرآن میں ہے:

"اور جب تم معاہدہ کرو، تو اسے پورا کرو۔"<sup>9</sup>

نبی ﷺ نے ذاتی محنت سے کمانے کو افضل قرار دیا۔ تجارت میں کمزور طبقے کا استحصال ممنوع ہے۔ نبی ﷺ نے خراب اشیاء کو چھپا کر بیچنے سے منع کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مز دور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔"<sup>10</sup>

نبی ﷺ نے زور بردستی سے سودا کرنے کو ناپسند فرمایا۔ سود کو سختی سے منع کیا گیا، جو معاشی انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہگار ہے"<sup>11</sup>

تجارت میں کمائی کا ایک حصہ صدقہ اور خیرات میں دینا تجارت کو برکت کا ذریعہ بناتا ہے۔

1. جدید کاروباری ماڈلز میں سیرت النبی ﷺ کے اصولوں کا اطلاق جدید دور میں اسلامی سماجی تحفظ کی اہمیت
  2. آج کے دور میں فلاحی ریاستوں کا تصور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں سوشل سیکورٹی، ہیلتھ انشورنس اور بے روزگاری الاؤنس جیسے نظام موجود ہیں جو دراصل اسلامی اصولوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اگر مسلم ممالک اسلامی سماجی تحفظ کے اصولوں کو اپنائیں تو غربت، بے روزگاری اور عدم مساوات جیسے مسائل کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔
- جدید دور میں کاروباری ماڈلز کو ترقی یافتہ معاشی نظام، ٹیکنالوجی، اور عالمی تجارتی رجحانات نے پیچیدہ بنا دیا ہے۔ تاہم، یہ پیچیدگی اخلاقی اور سماجی مشکلات کو بھی جنم دیتی ہے، جیسے بد عنوانی، دھوکہ دہی، اور معاشرتی عدم مساوات۔ اس تناظر میں، نبی ﷺ کے کاروباری اصول، جو دیانتداری، انصاف، اور سماجی فلاح پر مبنی ہیں، جدید کاروباری ماڈلز کے لیے نہایت موزوں ہیں۔ یہ اصول نہ صرف اخلاقیات بلکہ پائیدار ترقی، ٹیم ورک، اور اعتماد کے فروغ کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ میں دیانتداری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"سچائی کے ساتھ تجارت کرنے والا قیامت کے دن نبیوں، صدیقیوں، اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔"<sup>12</sup>

جدید کاروباری ماڈلز میں اس اصول کا اطلاق شفافیت اور اکاؤنٹیبلیٹی کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، مالیاتی رپورٹس میں درست اعداد و شمار پیش کرنا، کلائنٹس کے ساتھ شفاف معاہدے کرنا، اور ملازمین کے حقوق کا خیال رکھنا دیانتداری کے عملی مظاہر ہیں۔ نبی ﷺ نے خریداروں کے ساتھ خوش اخلاقی اور انصاف کا مظاہرہ کرنے پر زور دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ رحم کرتا ہے اس شخص پر جو بیچتے اور خریدتے وقت نرم رویہ اختیار کرے۔"<sup>13</sup>

جدید ماڈلز میں کسٹمر سروس کا معیار انہی اصولوں پر مبنی ہو سکتا ہے۔ کسٹمرز کو ان کے حقوق دینے، اشیاء کی مکمل معلومات فراہم کرنے، اور شکایات کا مثبت حل فراہم کرنا اس کی عملی شکلیں ہیں۔ نبی ﷺ نے تجارت کو حلال اور پاکیزہ کمائی کا ذریعہ قرار دیا اور سود کو سختی سے منع کیا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا۔"<sup>14</sup>

جدید کاروباری ماڈلز میں اس اصول کا اطلاق اسلامی بینکاری نظام اور شریعت کے مطابق سرمایہ کاری کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ، ایسی سرمایہ کاری اور کاروباری شراکت داری کو ترجیح دینا چاہیے جو اخلاقی بنیادوں پر ہوں۔ نبی ﷺ نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو سخت وعید سنائی اور فرمایا:

"ناپ تول پورا کرو اور لوگوں کے ساتھ انصاف کرو۔"<sup>15</sup>

آج کے دور میں، کاروبار میں معیار اور مقدار دونوں کو یقینی بنانے کے لیے کوالٹی کنٹرول کے معیارات پر عمل درآمد اس اصول کا عملی نفاذ ہے۔ نبی ﷺ نے مزدوروں اور ملازمین کے حقوق کا خاص خیال رکھنے کی تلقین کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔"<sup>16</sup>

جدید کاروباری ماڈلز میں ملازمین کے حقوق کی پاسداری کے لیے تنخواہوں کی بروقت ادائیگی، کام کے اوقات میں لچک، اور بہترین کام کے ماحول کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، وہ گناہگار ہے۔" <sup>17</sup>

آج کے تجارتی نظام میں ذخیرہ اندوزی کو ختم کرنے کے لیے منصفانہ مارکیٹ پر میکس، اینٹی مونوپولی قوانین، اور سپلائی چین کے شفاف نظام کو نافذ کیا جاسکتا ہے۔ نبی ﷺ کی تجارت صرف ذاتی منافع کے لیے نہیں تھی بلکہ معاشرتی فلاح و بہبود کو بھی مد نظر رکھا گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بہترین صدقہ وہ ہے جو تجارت کے منافع سے دیا جائے۔" <sup>18</sup>

جدید کاروباری ماڈلز میں کارپوریٹ سوشل ریسپانسبلٹی اس اصول کا عملی نفاذ ہے۔ کمپنیاں اپنے منافع کا حصہ تعلیم، صحت، اور غربت کے خاتمے کے لیے وقف کر سکتی ہیں۔ نبی ﷺ نے شراکت داری میں دیانت اور شفافیت کو لازمی قرار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"شراکت دار ایک دوسرے کے امین ہیں۔" <sup>19</sup>

آج کے دور میں، پارٹنرشپ اور مشترکہ منصوبوں میں قانونی معاہدوں اور شفاف اصولوں کی پاسداری کے ذریعے اس اصول پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ نبی ﷺ کو "امین" کہا جاتا تھا کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی تجارتی زندگی میں ہمیشہ اعتماد کا مظاہرہ کیا۔ جدید کاروباری ماڈلز میں اعتماد کو بڑھانے کے لیے برانڈ منیجمنٹ، کسٹمر ریویوز، اور ٹرسٹ سرفیشیکلشنز پر توجہ دی جاسکتی ہے۔ نبی ﷺ کی تجارت مکہ اور شام کے درمیان کی جاتی تھی، جو عالمی تجارت کی ایک مثال ہے۔ نبی ﷺ نے بین الاقوامی تجارت میں انصاف، وعدے کی پاسداری، اور معیار پر زور دیا۔ آج کے عالمی کاروباری ماڈلز میں یہ اصول آزادانہ تجارت اور اخلاقی درآمدات و برآمدات کے ذریعے نافذ کیے جاسکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے قحط اور دیگر بحرانوں کے دوران ذخیرہ اندوزی، قیمتوں میں اضافہ، اور غیر منصفانہ تجارت سے منع فرمایا۔ آج کے کاروباری ماڈلز میں بحرانوں کے دوران ان اصولوں کا اطلاق ضروری ہے تاکہ عوام کو ضرورت کی اشیاء مہیا کی جاسکیں۔

### سماجی و اخلاقی ذمہ داری کے رہنما اصول

سماجی و اخلاقی ذمہ داری ایک ایسا تصور ہے جو فرد، تنظیم، یا حکومت کی جانب سے معاشرتی فلاح، انصاف، اور اخلاقیات کے اصولوں پر عمل کرنے کو یقینی بناتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں سماجی و اخلاقی ذمہ داری کے رہنما اصول نہایت جامع اور عملی نوعیت کے ہیں، جو آج کے معاشرتی اور کاروباری نظاموں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ نبی ﷺ نے ہر کام میں دیانتداری کو لازمی قرار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"دیانتداری ایمان کی علامت ہے۔" <sup>20</sup>

یہ اصول کاروبار اور سماجی معاملات میں شفافیت اور سچائی کو یقینی بناتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔" <sup>21</sup>

معاہدات اور وعدے پورے کرنا اخلاقی ذمہ داری کا بنیادی حصہ ہے۔ سماجی انصاف نبی ﷺ کے اہم اصولوں میں سے ایک تھا۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" <sup>22</sup>

یہ اصول ہر فرد کو برابری کے حقوق فراہم کرنے کا درس دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔" <sup>23</sup>

یہ حدیث مبارک اسلامی معاشرت کی بنیادوں میں سے ایک اہم اصول بیان کرتی ہے۔ دوسروں کی مدد کرنا اور ان کے مسائل کو حل کرنا نہ صرف ایک نیکی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ اس سے اسلامی معاشرے میں باہمی ہمدردی، ایثار اور تعاون کو فروغ ملتا ہے۔ یہ اصول سماجی ذمہ داری کو فروغ دیتا ہے، خاص طور پر غرباء اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے میں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہگار ہے۔" <sup>24</sup>

یہ اصول معیشت میں استحکام اور لوگوں کو بنیادی ضروریات کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ نبی ﷺ نے پانی کے کنویں کھدوانے جیسے سماجی بھلائی کے کاموں کو پسند فرمایا۔ آج کے دور میں، یہ اصول تعلیمی، صحت، اور فلاحی منصوبوں کی تشکیل میں کارآمد ہے۔ نبی ﷺ نے درخت لگانے اور فطرت کی حفاظت کی تاکید کی۔ فرمایا:

"جو شخص ایک درخت لگاتا ہے، اللہ اسے اجر دیتا ہے۔" <sup>25</sup>

یہ اصول آج کے ماحولیاتی مشکلات کا بہترین حل فراہم کرتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو۔" <sup>26</sup>

یہ اصول اخلاقی تربیت اور تعلیم پر زور دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں۔" <sup>27</sup>

یہ اصول انسانی برابری اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے کاروبار میں ایمانداری پر زور دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ایماندار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقیوں، اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔" <sup>28</sup>

یہ اصول کاروبار میں اعتماد اور دیانت کو فروغ دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" <sup>29</sup>

یہ اصول غربت کے خاتمے اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے امن قائم کرنے اور تنازعات کو ختم کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ فرمایا:

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔" <sup>30</sup>

نبی ﷺ نے زکوٰۃ اور صدقہ کے نظام کے ذریعے فلاحی کاموں کو منظم کیا۔ آج کے دور میں این جی اوز اور فلاحی ادارے اسی اصول

کی عملی شکل ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم فیصلہ کرو تو انصاف سے کرو۔" <sup>31</sup>

یہ اصول کسی بھی سطح پر فیصلہ سازی کے دوران غیر جانبداری کو یقینی بناتا ہے۔

### کاروبار میں شفافیت اور ایمانداری

کاروبار کسی بھی معاشرتی اور معاشی نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی اور فلاح و بہبود کا انحصار اس کے معاشی نظام کی بنیاد پر ہوتا ہے، جو ایمانداری، دیانتداری، اور شفافیت پر مبنی ہو۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، کاروبار میں ایمانداری اور شفافیت وہ اصول ہیں جو نہ صرف دنیاوی بلکہ اخروی کامیابی کے ضامن ہیں۔ نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں کاروبار کے اصولوں کی واضح ہدایات ملتی ہیں، جو آج کے جدید کاروباری ماڈلز کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ شفافیت کا مطلب ہے کہ کاروباری معاملات میں کوئی دھوکہ یا چھپانے کی کوشش نہ ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" <sup>32</sup>

یہ اصول کاروبار میں شفافیت اور دیانت کی بنیاد فراہم کرتا ہے، تاکہ خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کے درمیان اعتماد قائم ہو۔ ایمانداری کا مطلب ہے کہ کاروبار میں سچائی اور انصاف کا دامن تھاما جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ایماندار تاجر قیمت کے دن نبیوں، صدیقیوں، اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔" <sup>33</sup>

یہ حدیث کاروبار میں ایمانداری کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اور اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ ایماندار تاجر کو اللہ کے نزدیک بلند مقام حاصل ہو گا۔

نبی ﷺ نے ہمیشہ تجارت میں سچائی کو لازم قرار دیا۔ نبی ﷺ نے ماپ تول میں کمی کو شدید ناپسند فرمایا، نبی ﷺ نے وعدہ خلافی کو منافقت کی علامت قرار دیا۔ فرمایا:

"منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔" <sup>34</sup>

نبی ﷺ نے فرمایا:

"بیچنے اور خریدنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، انہیں اختیار ہے کہ سودا منسوخ کر دیں، بشرطیکہ کوئی دھوکہ نہ ہو۔" <sup>35</sup>

یہ اصول آج کے دور میں معاہدوں کی شفافیت اور وضاحت کے لیے انتہائی اہم ہے۔ جدید کاروباری ماڈلز میں شفافیت اور ایمانداری کا اطلاق کئی شکلوں میں ہوتا ہے:

1. آج کی دنیا میں کارپوریٹ گورننس کا نظام ایمانداری اور شفافیت پر مبنی ہے۔ اس میں کمپنیوں کی جانب سے مالیاتی رپورٹس کی درستگی اور قوانین کی پابندی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔
2. مارکیٹنگ میں شفافیت کا مطلب ہے کہ مصنوعات کی خصوصیات اور قیمت کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کی جائیں۔

3. شفافیت اور ایمانداری کی روشنی میں ملازمین کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے، جیسا کہ اسلام نے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔

4. آج کے دور میں سماجی ذمہ داری کے منصوبے، جیسے تعلیمی اور صحت کے منصوبے، ایمانداری اور شفافیت پر مبنی ہوتے ہیں۔

### کاروباری کامیابی کے لیے ایمانداری کے فوائد

1. ایمانداری کاروبار میں اعتماد کی فضا پیدا کرتی ہے، جو کسٹمرز کو دوبارہ خریداری پر آمادہ کرتی ہے۔
2. ایمانداری کاروبار طویل مدتی تعلقات قائم کرتے ہیں، جو مالی اور سماجی دونوں لحاظ سے فائدہ مند ہوتے ہیں۔
3. ایمانداری کے باعث اللہ کی مدد اور برکت شامل ہوتی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:  
"اللہ نے سچے تاجر کے کاروبار میں برکت رکھی ہے۔" <sup>36</sup>

### مشکلات اور ان کا حل

1. دھوکہ دہی کے خلاف شفافیت اور ایمانداری کے اصول اپنانے سے اس کا خاتمہ ممکن ہے۔
  2. اسلامی اصولوں کے مطابق، مسابقت میں انصاف کو برقرار رکھا جائے۔
  3. مالیاتی شفافیت کے لیے قرآن و سنت کے اصولوں کو اپنانا ضروری ہے۔
- نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں کاروبار کے لیے شفافیت اور ایمانداری کے اصولوں کی واضح ہدایات موجود ہیں، جو نہ صرف ایک کامیاب کاروباری نظام کے لیے ضروری ہیں بلکہ معاشرتی اور اخلاقی ترقی کے لیے بھی ناگزیر ہیں۔ آج کے جدید دور میں ان اصولوں کا اطلاق نہایت اہم ہے، تاکہ کاروباری دنیا میں انصاف، دیانت، اور اعتماد کی فضا قائم کی جاسکے۔

### کاروباری معاملات میں انصاف کی اہمیت

کاروبار کسی بھی معاشرتی اور معاشی نظام کا ایک بنیادی ستون ہے، جس کا مقصد نہ صرف منافع کا حصول بلکہ معاشرتی بھلائی کو یقینی بنانا بھی ہے۔ انصاف، جو کسی بھی معاشرتی اور کاروباری عمل کا ایک لازمی جزو ہے، اسلامی تعلیمات اور جدید دنیا کے کاروباری اصولوں میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ انصاف پر مبنی کاروباری نظام اعتماد، شفافیت، اور طویل مدتی کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ میں انصاف کی واضح مثالیں موجود ہیں، جن سے کاروبار میں عدل و انصاف کے اصول سیکھے جاسکتے ہیں۔ اسلام میں انصاف کو ایک مقدس اصول قرار دیا گیا ہے، جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف

کے ساتھ کرو۔" <sup>37</sup>

یہ آیت انصاف کی اہمیت اور اس کے عملی نفاذ کی تاکید کرتی ہے، خاص طور پر امانتوں اور فیصلوں کے معاملات میں۔ نبی ﷺ نے

فرمایا:

"عدل کرنے والے اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے۔" <sup>38</sup>

یہ حدیث کاروباری معاملات میں انصاف کے عملی اطلاق کی ترغیب دیتی ہے۔

**کاروباری معاملات میں انصاف کی اہمیت**

کاروباری معاملات میں انصاف کا مطلب ہے کہ لین دین، معاہدوں، اور وسائل کی تقسیم میں دیانتداری اور عدل کو یقینی بنایا جائے۔ انصاف پر مبنی کاروباری نظام درج ذیل فوائد فراہم کرتا ہے:

1. انصاف اعتماد کی فضا قائم کرتا ہے، جو کسٹمرز، ملازمین، اور سرمایہ کاروں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بناتا ہے۔
2. کاروباری نظام میں انصاف سماجی استحکام پیدا کرتا ہے، جس سے غربت اور عدم مساوات کم ہوتی ہے۔
3. انصاف پر مبنی کاروبار اللہ کی رحمت اور برکت کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے، جیسا کہ قرآن اور حدیث میں ذکر ہے۔

**سیرت النبی ﷺ میں کاروباری انصاف کے اصول**

1. نبی ﷺ نے ہمیشہ ماپ تول میں انصاف کو لازم قرار دیا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: "اور ماپ تول انصاف کے ساتھ کیا کرو۔" <sup>39</sup>
2. نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" <sup>40</sup>
- یہ اصول کاروبار میں جھوٹ اور دھوکہ دہی کی سخت ممانعت کرتا ہے۔
3. نبی ﷺ نے معاہدوں میں شفافیت اور دیانت کو لازم قرار دیا۔ فرمایا: "مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔" <sup>41</sup>
4. نبی ﷺ نے قیمتوں میں غیر منصفانہ اضافے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ کاروبار میں توازن اور اعتدال کو برقرار رکھا جائے۔

**جدید کاروباری ماڈلز میں انصاف کا اطلاق**

- آج کے جدید دور میں انصاف کے اصول درج ذیل طریقوں سے نافذ کیے جاسکتے ہیں:
1. کاروباری ادارے سماجی ذمہ داری کے اصولوں کو اپناتے ہوئے غربت کے خاتمے، تعلیم، اور صحت کے منصوبے شروع کرتے ہیں۔
  2. ملازمت کے مواقع فراہم کرنے میں مساوات اور انصاف کو یقینی بنایا جاتا ہے۔
  3. مارکیٹ میں منصفانہ قیمتوں کا تعین اور صارفین کو مناسب مصنوعات فراہم کرنا انصاف کا عملی نمونہ ہے۔
  4. کاروباری معاہدوں میں شفافیت اور دیانت کا خیال رکھا جاتا ہے، تاکہ دھوکہ دہی کے امکانات کو کم کیا جاسکے۔
  5. کاروباری قوانین اور ضوابط کی پاسداری انصاف کے اصولوں کا ایک اہم حصہ ہے۔

**انصاف کی عدم موجودگی کے نقصانات**

1. کاروبار میں انصاف کی عدم موجودگی اعتماد کو ختم کرتی ہے، جس سے صارفین اور ملازمین کا نقصان ہوتا ہے۔
2. ناانصافی کی وجہ سے معاشرے میں غربت اور عدم مساوات بڑھتی ہے۔
3. کاروبار میں ناانصافی سے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، جیسے کہ بدعنوانی اور مالی بحران۔

4. کاروباری نظام میں شفافیت اور احتساب کو فروغ دے کر بد عنوانی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔
5. اسلامی اصولوں کے مطابق، مسابقت میں انصاف کو برقرار رکھا جائے، تاکہ کاروبار منصفانہ انداز میں ترقی کرے۔
6. اسلامی تعلیمات کے مطابق، ملازمین کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔
- کاروباری معاملات میں انصاف کا اطلاق نہایت اہم ہے، کیونکہ یہ کسی بھی معاشی نظام کی بنیاد ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات ہمیں ایک منصفانہ اور دیانتدار کاروباری نظام قائم کرنے کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ جدید دور کے کاروباری ماڈلز میں بھی انصاف کے اصولوں کو اپنانا ضروری ہے، تاکہ معاشرتی ترقی اور اقتصادی استحکام کو یقینی بنایا جاسکے۔

### خلاصہ بحث

اسلامی تعلیمات کے مطابق جامع سماجی تحفظ کا نظام انصاف، مساوات اور فلاح و بہبود پر مبنی ہے۔ زکوٰۃ، بیت المال، وراثت، انصاف اور روزگار کی فراہمی جیسے اصول ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتے ہیں جہاں ہر فرد کو اس کے حقوق حاصل ہوں۔ اگر آج کی مسلم ریاستیں اسلامی سماجی تحفظ کے اصولوں کو نافذ کریں تو ایک فلاحی اور مستحکم معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ کاروباری معاملات میں انصاف کا اصول اسلامی تعلیمات اور جدید کاروباری اخلاقیات دونوں میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام میں انصاف کو ہر شعبہ زندگی میں لازم قرار دیا گیا ہے، اور قرآن مجید و سنت نبوی ﷺ میں اس کی بارہا تاکید کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی آیات، جیسے سورۃ النساء: 58 اور سورۃ الانعام: 152، انصاف کے اصولوں پر روشنی ڈالتی ہیں، جبکہ نبی ﷺ کے اقوال اور عمل ہمیں ایک منصفانہ کاروباری نظام قائم کرنے کی ہدایت فراہم کرتے ہیں۔ کاروبار میں انصاف سے مراد یہ ہے کہ لین دین، معاہدوں، اور وسائل کی تقسیم میں عدل و دیانت کو یقینی بنایا جائے۔ نبی ﷺ نے ماپ تول میں انصاف، معاہدوں میں شفافیت، مزدوروں کے حقوق کی حفاظت، اور جھوٹ و دھوکہ دہی کی ممانعت جیسے اصولوں کی تعلیم دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے" (مسلم)، جو کاروباری معاملات میں شفافیت اور دیانت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ کاروباری انصاف کے کئی فوائد ہیں، جن میں اعتماد کی فضا کا قیام، سماجی استحکام، اور اللہ کی برکت شامل ہیں۔ یہ اصول نہ صرف کاروباری اداروں کو طویل مدتی کامیابی کی طرف لے جاتا ہے بلکہ معاشرے میں غربت اور عدم مساوات کو کم کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ جدید دور میں کاروباری معاملات میں انصاف کے اصولوں کو مختلف طریقوں سے اپنایا جاسکتا ہے، جیسے کارپوریٹ سماجی ذمہ داری کے تحت سماجی بھلائی کے منصوبے شروع کرنا، ملازمین کو مساوی مواقع فراہم کرنا، اور معاہدوں میں شفافیت کو یقینی بنانا۔ اس کے علاوہ، مارکیٹ میں منصفانہ قیمتوں کا تعین اور کاروباری قوانین کی پاسداری بھی انصاف پر مبنی نظام کے اہم پہلو ہیں۔ اگر کاروباری معاملات میں انصاف کو نظر انداز کیا جائے تو اس کے نتیجے میں اعتماد کی کمی، سماجی ناہمواری، اور معاشی عدم استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ ناانصافی کے ان نقصانات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ کاروباری نظام میں شفافیت، احتساب، اور ملازمین کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ انصاف ایک کامیاب اور منصفانہ کاروباری نظام کی بنیاد ہے۔ نبی ﷺ کے عملی نمونے آج کے جدید کاروباری ماڈلز میں بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں، جہاں اخلاقیات اور شفافیت کو کاروباری کامیابی کے لیے بنیادی اصول سمجھا جاتا ہے۔ انصاف پر مبنی کاروباری نظام نہ صرف مالی فوائد فراہم کرتا ہے بلکہ اخلاقی اور سماجی پہلوؤں کو بھی مضبوط کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور نبوی اصولوں کو اپنانا جدید دنیا میں ایک منصفانہ اور کامیاب کاروباری ماڈل قائم کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

## حوالہ جات

- 1 عبدالمصطفیٰ اعظمی، سیرت مصطفیٰ ناشر مکتبہ المدینہ کراچی، 2011ء، ص-36
- 2 ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ، دارالسلام، 1998ء۔ ص-16
- 3 محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب، 2002ء، کتاب الادب، ج2، 73
- 4 القرآن المجید، سورۃ الاحزاب: 21۔
- 5 ابن ماجہ، کتاب الاجارہ، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب، 2003ء، ص-196
- 6 القرآن المجید، سورۃ الانعام: 152
- 7 امام بیہقی، شعب الایمان، مکتبہ دارالفکر، بیروت، لبنان، 1990ء، ص-257
- 8 مسلم بن حجاج، کتاب البر والصلۃ، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب، 2001ء، ص-379
- 9 القرآن المجید، سورۃ الاسراء: 34
- 10 ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، کتاب الیبوع، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب، 2001ء، ص-349
- 11 صحیح بخاری، کتاب الیبوع، ص-379
- 12 شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، مجلس ترقی ادب، لاہور، پاکستان، 1976ء، ص-67
- 13 سید سلیمان ندوی، رحمۃ للعالمین، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب، 1997ء، ص-169
- 14 القرآن، سورۃ البقرہ: 275
- 15 القرآن، سورۃ الاعراف: 85
- 16 سنن ابن ماجہ، کتاب الاجارہ، ص-36
- 17 سید سلیمان ندوی، رحمۃ للعالمین، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب، 1997ء، ص-96
- 18 اشرف علی تھانوی، اسلامی معیشت کے اصول، مکتبہ اشرفیہ، لاہور، پاکستان، 1990ء، ص-39
- 19 سجستانی، ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الیبوع، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب، 2002ء، ص-419
- 20 امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مکتبہ المعارف، بیروت، لبنان، 1998ء، ج3، ص-135
- 21 احمد رضا خان، اسلامی اصول تجارت، مکتبہ مصطفویہ، لاہور، پاکستان، 1980ء، ص-22
- 22 القرآن، سورۃ المائدہ: 42
- 23 یوسف القرضاوی، اسلامی بینکاری کے اصول، دارالشروق، قاہرہ، مصر، 2000ء، ص-48
- 24 خرم مراد، کاروباری اخلاقیات، دارالکتب، لاہور، پاکستان، 2005ء، ص-76

- <sup>25</sup> احمد رضا خان، اسلامی اصول تجارت، مکتبہ مصطفویہ، لاہور، پاکستان، 1980ء، ص-102
- <sup>26</sup> صحیح بخاری، کتاب البیوع، کتاب المناقب، باب صفة النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حديث نمبر: 3559
- <sup>27</sup> مسند احمد، حديث نمبر: 23489
- <sup>28</sup> ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن ترمذی، مکتبہ دار السلام، ریاض، سعودی عرب، 2001ء، کتاب البیوع، باب ماجاء فی فضل التاجر الصدوق، حديث نمبر: 1209
- <sup>29</sup> شبلی نعمانی، سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مجلس ترقی ادب، لاہور، پاکستان، 1976ء، ص 207
- <sup>30</sup> خرم مراد، کاروباری اخلاقیات، دارالکتب، لاہور، پاکستان، 2005ء، ص 74
- <sup>31</sup> القرآن، سورة النساء: 58
- <sup>32</sup> صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب اخلاص الدین للہ تعالیٰ والنہی عن الغش، حديث نمبر 102
- <sup>33</sup> سنن ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی فضل التاجر الصدوق، حديث نمبر: 1209
- <sup>34</sup> اشرف علی تھانوی، اسلامی معیشت کے اصول، مکتبہ اشرفیہ، لاہور، پاکستان، 1990ء، ص 178
- <sup>35</sup> احمد رضا خان، اسلامی اصول تجارت، مکتبہ مصطفویہ، لاہور، پاکستان، 1980ء، ص-53
- <sup>36</sup> صحیح بخاری، کتاب البیوع، ص-347
- <sup>37</sup> القرآن، سورة النساء: 58
- <sup>38</sup> مسلم، صحیح مسلم، کتاب البیوع، ج 2، ص 65
- <sup>39</sup> القرآن، سورة الانعام: 152
- <sup>40</sup> بخاری، صحیح البخاری، کتاب المحالات، ج 2، ص 153
- <sup>41</sup> ابن ہشام، سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج 2، ص 179